OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

قرآن کا سائنسی اُسلوبِ تفسیر اور اس کی اہمیت وافادیت: ایک تحقیقی مطالعہ

Scientific Method of Quranic Interpretation and Its Significance and Benefits: A Research Study

☆ **Dr. Irfan Jafar**
Lecturer Islamiat, Govt Graduate College, Sahiwal, International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad, Pakistan.

☆☆**Muhammad Saad Dehlvi**
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

☆☆☆**Asia Parveen**
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.

Citation:
Jafar, Dr. Irfan, and Muhammad Saad Dehlvi and Asia Parveen, "Scientific Method of Quranic Interpretation and Its Significance and Benefits: A Research Study"Al-Idrāk Research Journal, 4, no.1, Jan-Jun (2024): 190– 215.

ABSTRACT

The Qur'an serves as a comprehensive source encompassing diverse scientific knowledge, detailing celestial, terrestrial, and historical phenomena. It describes unique creatures and cosmic events, alongside the origins of creation and the lives of prophets and angels. These concepts, presented in the Qur'an, have remained unchallenged by scientific inquiry to date. Islam, through its emphasis on knowledge and inquiry, has historically contributed to the elevation of science in society, albeit not as the initial promoter. Scientific commentary on the Qur'an aims primarily to facilitate understanding rather than to advance scientific progress alone, though it inevitably contributes to new areas of exploration. This approach appeals to individuals seeking empirical insights into the Qur'an's teachings, prompting discussions on its contemporary relevance and societal impacts. Modern generations, grappling with complex issues and influenced by secular perspectives, increasingly find value in scientific commentary as a means to reconcile faith with contemporary knowledge. This trend has gained traction among Islamic scholars, fostering constructive engagement with scientific discoveries and promoting a deeper understanding of the universe's mysteries.

Keywords: Scientific Interpretation, Qur'anic Knowledge, Contemporary Relevance, Empirical Insights

تعارف

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے جس کا موضوع حضرت انسان ہے اور قرآن کریم کے نزول کا مقصد انسان کو اس کی زندگی سے روشناس کرانا ہے اور انسان کے مقصد تخلیق کے بارے میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ((وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ))[1]"ہم نے جنوں اور انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا"۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا مقصد بتلایا کہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اس کی پہچان اور معرفت کے حصول کے لیے قرآن کریم کو نازل فرمایا کہ اس دلائل وبراہین سے مزین روشن کتاب مبین میں غور وخوض کرکے اس دنیا ومافیہا کی حقیقت سے آشنا ہو کر رب تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے۔ قرآن کریم میں موجود اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو سمجھنے کے لیے اس کی تفسیر نہایت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کے لیے اس کائنات کو مسخر کر دیا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم کی تفاسیر کے لیے مختلف النوع مناہج واسالیب تفسیر اپنائے گئے۔ ان میں سے ایک سائنسی اسلوب تفسیر ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ میں تعقل وتدبر اور غور وفکر کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ جس کی بناء پر مفسرین کرام نے ان آیات بینات کی تفسیر سائنسی انداز میں بیان کرنے کی سعی کی ہے کہ قرآن اگرچہ سائنس کی کتاب تو نہیں مگر تکوینی اور سائنسی علوم کا سرچشمہ ہے۔ جتنی بھی دریافتیں اور ایجادات معرض وجود میں آئیں یا آنے والے وقتوں میں وقوع پذیر ہونگی ان سبھی کا ذکر کتاب برہان میں کہیں صراحۃً اور کہیں اشارۃً موجود ہے۔ زیر نظر مقالہ میں قرآن کریم کے سائنسی اسلوب تفسیر کو بیان کرکے اس کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

سائنس کی تعریف

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق یہ لفظ خود ایک لاطینی زبان کے لفظ "*Scientia*" سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنیٰ علم، جاننا اور معرفت ہوتا ہے۔[2] اور اس کے معنیٰ ادراک اور یقین کے بھی آتے ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ سائنس کا مطلب علم ہے۔ اور بھی علم کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں۔ اور المرقات میں ہے۔

---

1 الذاریات 56:51

Al-Dhāriyāt 51: 56

2 **Encyclopedia Britannica** (Londen,1950)20/115

اہل فلاسفہ نے "علم" کی تعریف اس طرح کی ہے:"**حصول صورة الشئ فی العقل**"[1]"کسی چیز کی شکل جو عقل میں حاصل ہو گئی ہو"۔اور علم کی جامع مانع تعریف یوں بھی کی گئی ہے۔:"**هو صفة ینکشف بها المطلوب انکشافاً تاماً**"[2]"ایسے صفت کا نام جس کی وجہ سے مطلوبہ چیز مکمل واضح ہو جائے "اور اس کے علاوہ ایک تعریف یہ بھی سامنے آتی ہے کہ:" **هو ادارک الاشیاء علی حقائقها** "[3]"علم اشیاء کی حقیقتوں کے جاننے کا نام ہے"

سائنس کی اصطلاحی تعریف

اس ضمن میں متعدد تعریفات سامنے آتی ہیں جو ذیل میں پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

1. انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق سائنس کی تعریف ہے۔

[4] ***"Science is research for judgment to which universal assent may be obtained"***

"سائنس ایک ایسے متفقہ فیصلے کی تلاش کو کہتے ہیں، جس کے بارے میں بین الاقوامی تائید حاصل کی جا سکے۔"

2. اردو انسائیکلوپیڈیا کے مطابق سائنس کی تعریف یہ ہے کہ:"سائنس وہ علم ہے جس میں کائنات کا مشاہدہ اور مطالعہ کیا جاتا ہے، تجربات سے نئی ایجادات کی جاتی ہیں"[5]

3. سوشل سائنس ڈکشنری کے مطابق سائنس کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

---

1 خیر آبادی، فضل امام، المرقات، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن اشاعت 2010ء)، ص 13۔

Khairābādī, Faẓl Imām, **Al-Marqāt** (Lahore: Maktabah Raḥmānīyah, 2010 CE), 13.

2 سلطان زاہد، ملاطف، ڈاکٹر، **مذاہب العلماء فی التفسیر العلمی**، مجلہ جامع الناصر، العدد الاول، جامعۃ عمران، ینایر، 2013ء، ص 198۔

Sulṭān Zāhid, Mulāṭif, Dr., **Maẓāhib al-ʿUlamā' fī al-Tafsīr al-ʿIlmī**, Majallah Jāmiʿ al-Nāṣir, al-ʿAdad al-Awwal (Jāmiʿat ʿImrān, January 2013 CE), 198.

3 خیر آبادی، فضل امام، **المرقات**، ص 13۔

Khairābādī, Faẓl Imām, ***Al-Marqā t;*** *p:13.*

4 **Encyclopedia Britannica**(Londen,1950)20/115

5 **اردو انسائیکلوپیڈیا**، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، 1968ء، ص 788۔

Urdu Encyclopedia Pedia, Lahore, Feroz Sons Limited, 1968 AD, p. 788.

''Science demotes the systematic, objective study of empirical phenomena and resultant bodies of knowledge''(1)

"سائنس تجرباتی مظاہر کا مربوط، معروضی مطالعہ اور نتیجتاً حاصل ہونے والے علوم کے مجموعہ کو ظاہر کرتی ہے"

سائنس کا معنٰی و مفہوم

پروفیسر عبد اللہ ہارون اپنی کتاب "اسلام اور سائنس مع معروضی سوالات" میں سائنس کا مفہوم متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "اس کے محدود اور وسیع معنٰی رکھنے میں مختلف قسم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ پہلا لفظ جیسا کہ سائنٹیا لاطینی زبان کے لفظ سے بنا ہے۔ جس کا معنٰی سیکھنا اور جاننا ہے۔ دوسرا لفظ انگریزی زبان کے لفظ "سائنس" سے اس کا معنٰی تعبیر کیا جاتا ہے۔ تو اس کے مطلب میں صرف طبعی علوم شامل ہونگے جو کہ ایک محدود معنٰی کا حامل ہو گا۔ بہر حال دنیا کے تمام منضبط مطالعات اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہیں۔ سائنس قدرتی مظاہر میں مرتب علم کا دوسرا نام ہے یا سائنس کائنات میں موجود ان تمام "CONCEPTS" کے عقلی مطالعہ کا دوسرا نام ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ سائنس کوئی اکائی نہیں بلکہ ایک مطالعاتی طریقہ کار کو کہا جاتا ہے اور کائنات کے بارے میں مخصوص طریقے سے کئے جانے والے مشاہدے و مطالعے یا طریقے کو بھی سائنس کہا جاتا ہے۔(2)

اور اسی طرح سائنس تجربے اور مشاہدات کا دوسرا نام ہے۔ "مشاہدے اور تجربے کے استعمال کے ذریعے مادی اور قدرتی دنیا کی ساخت کے منظم مطالعہ کا نام ہے جو عملی اور فکری سرگرمی سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اس سے مراد ایسے نظام کی معرفت حاصل کرنا ہے جو پیش آمدہ ملاحظات اور تجربات کے ذریعے مادی دنیا اور اس کے مظاہر کا مطالعہ کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے، اور عام طور پر بیان کیا جاسکتا ہے کہ کائنات کے عمومی حقائق اور بنیادی قوانین کی ایجاد کی عملی جدوجہد کا نام ہے، اور اس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ مختلف انداز سے کرنا شامل ہے جیسا کہ فزکس ، مغربی اور مشرقی تاریخ، فلسفہ، زوالوجی، طب، انجینئرنگ، بیالوجی، اور آرٹس جیسے علوم ہیں، اسکے ساتھ ساتھ دیگر کئی

---

[1] G ould .j. Kalb . **A Dictionary of social science** (Londen : tavistock Publications 1964),p:620

[2] عبد اللہ ہارون، پروفیسر، **اسلام اور سائنس مع معروضی سوالات**، (لاہور: ایونیورسٹی بک پیلس، اردو بازار)، ص 11۔
ʿAbdullāh Hārūn, Professor, **Islām aur Science: Maʿārvi Sawālāt** (Lahore: University Book Press, Urdu Bazaar), 11.

طرح کے سائنسی علوم شامل ہیں"[1]

علم کے اطلاقات

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ اصل میں علم کا اطلاق علوم دینیہ اور جو علوم اس سے نکلتے ہیں ان پر ہوتا ہے جیسا کہ علم التوحید، علم الفقہ، علم التفسیر، علم البلاغہ وغیرہ۔ کیونکہ ان کے پڑھنے والوں کو "طالب علم" کہا جاتا ہے۔ اور ان سے مقصود اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ کیونکہ علماء شرعیہ علم کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔:((**العلم بالله تعالىٰ و اياته و افعاله في خلقه و اوامره و نواهيه**))"علم اللہ تعالی کی آیات اور اس کی کاریگری اور اس کے اوامر و نواہی کی معرفت کا نام ہے"

علم سائنس جو کہ حیاتیات، فلکیات، طبعیات، کمیات اور نامیات جیسے ٹھوس علوم سے مرکب ہے لفظی معنٰی کے اعتبار سے یہ بھی علم کے معنٰی میں ہے لیکن حقیقی علم اس کو اس وجہ سے نہیں کہتے بلکہ انیسوی صدی میں ان کے ساتھ فلسفہ مل گیا اور فلسفہ نے ان کے لئے بنیاد کی حیثیت حاصل کی تو چونکہ ساری خرابی نرے فلسفہ کے قوانین میں ہے۔ اس وجہ سے سائنس بھی ان کی ضد میں آکر سمجھنے لگا، اگر اس میں اب بھی فلسفہ کے قوانین نہ ہو تو معتبر ہے اور فلسفہ میں دینی شعور کا تصور نہیں ہوتا ہے اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ علم کے مدلولات مختلف ہوتے رہے حتی کہ آج کل ہر بات کا حقیقی علم تب تصور ہوگا۔ جب اس کی تشریح و توضیح سائنسی زبان میں کی جائے چاہے اس بات کا اعتماد کسی غلط مفروضہ پر قائم ہو۔ کیونکہ سائنس سب سے پہلے ایک مفروضہ پیش کرتا ہے پھر وہ اس مفروضہ کو مشاہدات اور تجربات پر پرکھتا ہے۔ اگر ایک یا دوبار وہ مشاہدہ درست نکلا تو پھر اسے مکمل قانون کا درجہ دیا جاتا ہے۔

علم تفسیر کا مفہوم

تفسیر باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ "ف، س، ر" ہے۔ جس کا مطلب مشکل لفظ کی وضاحت اور کھولنے کے ہوتا ہے جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں "**فسر الشئ لغيره اى ابانه**""یعنی دوسرے کے لئے کسی چیز کی وضاحت کرنا" اور ہر وہ چیز جس کے ساتھ وضاحت ہوتی ہے وہ اس کی تفسیر کہلاتی ہے۔

---

[1] www.en.oxforddictionaries.com

1. علامہ جرجانیؒ تفسیر کی تعریف اپنی کتاب التعریفات میں اس طرح کرتے ہیں: "التفسیر فی الاصل هو الکشف والاظہار"[1] "تفسیر اصل میں کسی چیز کو کھولنے اور ظاہر کرنے کا نام ہے"
2. ڈاکٹر عبد الرحمن نے بھی اپنی کتاب دراسات فی مناهج المفسرین میں تفسیر کی تعریف قیل کے لفظ کے ساتھ کہ ہے: "و قیل ان المحور الذی یدور علیه فلک ماده،هو کشف مطلقاء سواء أکان هذا الکشف لغموض لفظ ام لغیر ذلک "(2)
3. صاحب لسان العرب اس کی تعریف میں یوں لکھتے ہیں: "التفسیرهوالابانة وکشف المغطی اوهو کشف المرادعن اللفظ المشکل"[3] "تفسیر: وہ وضاحت کا نام ہے اور ڈھانپے ہوئے کو ظاہر کرنے کو یا مشکل لفظ کی مراد کو ظاہر کرنے کی بھی تفسیر کہا جاتا ہے"
4. علامہ بدر الدین زرکشیؒ فرماتے ہیں: " کشف المغلق من المراد بلفظه ، و اطلاق للمحبتن عن الفهم به "(4) "مشکل لفظ کی مراد کو واضح کرنا، اور سمجھنے میں بند گرہوں کو کھولنے کا نام تفسیر ہے"
5. المفردات میں ہے: " اظہار المعنیٰ المعقول "(5) "تفسیر معقول معنیٰ کے اظہار کو کہتے ہیں"

---

1 جرجانی، شریف سید، التعریفات، (کراچی: ایچ۔ایم سعید)، ص 63۔
Jurjānī, Sharīf Sayyid, **Al-Ta῾rīfāt** (Karachi: H.M. Saeed), 63.

2 ابراہیم عبد الرحمن خلیفہ، ڈاکٹر، دراسات فی مناهج المفسرین، (دار الہجرۃ، الریاض، طبع اول، 1996ء)، ص 10۔
Ibrāhīm ʿAbd al-Raḥmān Khalīfah, Dr., **Dirāsāt fī Manāhij al-Mufassirīn** (Riyadh: Dār al-Hijrah, Ṭabʿa ʾawwal, 1996 CE), 10.

3 افریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، جمال الدین، لسان العرب، مادہ فسر، (دمشق: دار النوادر)، ص 561۔
Afrīqī, Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, Jamāl al-Dīn, **Lisān al-῾Arab**, Māddah Fasr (Damascus: Dār al-Nawādir), 561.

4 زرکشی، محمد بن عبد اللہ بن بہادر، بدر الدین، ابو عبد اللہ، البرهان فی علوم القرآن، (قاہرہ: دار الحدیث)، ج 2، ص 284۔
Zarkashī, Muḥammad bin ʿAbdullāh bin Bahādur, Badr al-Dīn, Abū ʿAbdullāh, **Al-Burhān fī ʿUlūm al-Qurʾān** (Cairo: Dār al-Ḥadīth), 2:284.

5 اصفہانی، امام راغب، المفردات لالفاظ القرآن، (دمشق: دار القلم، سن اشاعت 2009ء)، ص 387۔

ان مذکورہ تعریفات سے یہ بات واضح ہوئی کہ تمام تعریفات اپنے مدلول کے اعتبار سے برابر ہیں کہ تفسیر کا معنیٰ وضاحت ہے اور وضاحت مجمل یا مشکل چیز کی ہوتی ہے۔

تفسیر کی اصطلاحی تعریف

تفسیر کی ماہیئت کے بیان میں مختلف آراء کی وجہ سے اہل علم نے ان کی مختلف تعریفات کی ہیں۔ جن میں اہم تعریفات درج ذیل ہیں۔

1. ابو حیان اندلسیؒ اپنی کتاب البحر المحیط میں تفسیر کی تعریف یوں لکھتے ہیں:"**التفسیرعلم یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن ومدلولاتها،واحکامها الافرادیة والترکیبة ومعانیها التی تحمل علیها حالة الترکیب وتتمات ذلک**"[1] "تفسیر ایسا علم ہے جس میں الفاظ قرآنی کے تلفظ اور ان کے مدلول کے بارے میں بحث کی جاتی ہے اور ان کے افرادی وترکیبی معانیٰ سے بحث کی جاتی ہے جن کی ترکیب کی حالت میں اور ان کے مکمل ہونے کی حالت میں حامل ہوتے ہیں۔
2. علامہ بدر الدین الزرکشیؒ اپنی کتاب "**البرهان فی علوم القرآن** "میں لکھتے ہیں:"**التفسیرعلم یعرف به فهم کتاب الله المنزل علی نبیه محمد ﷺ و بیان معانیه و استخراج احکامه وحکمه**"[2] "تفسیر ایسا علم ہے جس کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی کتاب کے معانی سمجھے جاتے ہیں اور اس کے احکام کو نکالنے اور اس کے حکمت واسرار کے نکالنے میں سمجھ حاصل ہو جاتی ہے"
3. علامہ ابن الجوزیؒ اپنی کتاب"**زادالمیسر**"میں اصطلاح مفسرین کے عام معنی کے اعتبار سے تعریف

Iṣfahānī, Imām Rāghib, **Al-Mufradāt li Alfāẓ al-Qur᾽ān** (Damascus: Dār al-Qalam, 2009 CE), 387.

1 ابن حبان، محمد بن یوسف، البحر المحیط،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1993ء)، ج1، ص121۔
Ibn Ḥibbān, Muḥammad bin Yūsuf, **Al-Baḥr al-Muḥīṭ** (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1993 CE), 1:121.

2 زرکشی، محمد بن عبداللہ بن بہادر، بدر الدین، ابو عبداللہ، البرھان فی علوم القرآن، ج1، ص13.
Zarkashī, Muḥammad bin ʻAbdullāh bin Bahādur, Badr al-Dīn,**Al-Burhān fī ʻUlūm al-Qur᾽ān,** 1:13.

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"التفسیرهو اخراج الشئ عن مقام الخفاء الی مقام التجلی "[1]"
تفسیر سے مراد کسی چیز کو مخفی مقام سے ظاہر مقام کی طرف نکالنا ہے۔"

4. علامہ زرقانی نے اپنی کتاب مناہل العرفان میں یہ تعریف ذکر کی ہے:"علم يبحث فيه عن احوال القرآن الكريم من حيث دلالتهاعلی مراد الله تعالیٰ بقدر الطاقة البشرية"[2]"وہ علم ہے کہ جس میں انسان اپنی طاقت کے بقدر اللہ تعالیٰ کے مراد پر دلالت کی حیثیت سے قرآن کریم کے احوال میں بحث کی جاتی ہو۔"

ان مذکورہ بالا تعریفات میں چاہے لغوی ہو یا اصطلاحی ہو، اس میں ایک مستقل تعلق اور ربط پایا جاتا ہے، وہ یہ کہ تفسیر سے قرآنی نصوص کی صحیح سمجھ اور وضاحت ہو جاتی ہے۔ جو پیچیدگی ہوتی ہے، وہ رفع دفع ہو جاتی ہے پس یہی کہا جائے گا کہ یہ وہ علم ہے کہ جس کی وجہ سے قرآن کا فہم حاصل ہو جاتا ہے اور معانی کی وضاحت ہوتی ہے اور قرآن کے احکام اور اشکالات اور آیات کے اندر اجمالات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے تو قرآن کے توضیح کرنے والے کو مفسر کہا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام تعریفات میں محققین حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ایک ایسا علم ہے:

- جو قواعد اور اصول رکھتا ہے۔
- جس کا موضوع اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔
- اس کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی مراد کی معرفت ہے کہ جو لفظی اور معنوی دلالت کی وضاحت کے بعد ہوتی ہے۔

---

1 ابن جوزی، عبد الرحمن، ابوالفرج، زاد الميسر فی علم التفسير ،(دار ابن حزم المکتب الاسلامی، سن اشاعت 2013ء)، ج1، ص47۔
Ibn Jūzī, ʿAbd al-Raḥmān, Abū al-Faraj, **Zād al-Masīr fī ʿIlm al-Tafsīr** (Beirut: Dār Ibn Ḥazm al-Maktab al-Islāmī, 2013 CE), 1:47.

2 زرقانی، محمد بن عظیم، علامہ، مناہل العرفان،(بیروت: دار الفکر، سن اشاعت: 1998ء)، ج2، ص6۔
Zarqānī, Muḥammad bin ʿAẓīm, ʿAllāmah, **Manāhil al-ʿIrfān** (Beirut: Dār al-Fikr, 1998 CE), 2:6.

- اس سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اور خفیہ احکام کی معرفت ہوتی ہے۔
- انسان کو جو معارف اور قواعد کی معرفت دی گئی ہے اس کے بقدر ان احکام تک پہنچنا ہے۔

انہی وجوہات کی بناء پر سب میں مختصر اور جامع تعریف امام زرقانیؒ کی ہے۔

سائنسی تفسیر کی تعریف

سائنس جس طرح یہ ایک نئی اصطلاح ہے تو اس کی تعریفات میں متقدمین علماء کی آراء نہیں ہیں لیکن عصر حاضر کے محققین کی کتب اور تحقیقات میں مختلف تعریفات ملتی ہیں، جن چند ایک ذیل میں پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمایئے

1. ابو حجرؒ نے اپنی کتاب ''**التفسیر العلمی فی المیزان**''میں تعریف اس طرح کی ہے:"**التفسیرالذی یحکم الاصطلاحات العلمیة فی عبارات القرآن،و یجتهد فی استخراج مختلف العلوم والاراء الفلسفیة منها**"[1] "سائنسی تفسیر وہ تفسیر کہلاتی ہے جو قرآنی عبارات میں سائنسی اصطلاحات بروئے کار لاکر ان سے مختلف سائنسی فنون اور فلسفیانہ نظریات کا استنباط کرے"

2. محمد بن لطفی الطباغ نے اپنی کتاب "لمحات فی علوم القرآن واتجاهات التفسیر"میں لکھتے ہیں۔" **تحکیم مصطلحات العلوم فی فهم القرآن والربط بین الآیات الکریمة و مکتشفات العلوم التجربیة و الفلکیة و الفلسفیة**"[2] "سائنسی اصطلاحات اور پریکٹیکل سائنس، فلکیات اور فلسفے کے جدید انکشافات کو قرآن مجید کو سمجھنے، آیات کے درمیان ربط جاننے کے بروئے کار لانے کے لئے ہوتا ہے۔"

3. عبد الحفیظ حداد لکھتے ہیں۔"**تاویل النصوص علی وفق المنهج الشرعی الاصولی بضوابطه**

---

[1] ابو حجر، احمد عمر، التفسیر العلمی فی المیزان، (دمشق: دار قتیبة للطباعة والنشر، سن اشاعت: 1991ء)، ص 65۔

Abū Ḥajr, Aḥmad ʿUmar, **Al-Tafsīr al-ʿIlmī fī al-Mīzān** (Damascus: Dār Qutaybah li al-Ṭibāʿah wa al-Nashr, 1991 CE), 65.

[2] محمد بن لطفی، الطباغ، لمحات فی علوم القرآن و اتجاهات التفسیر، (بیروت: المکتبة الاسلامی)، ص 193۔

Muḥammad bin Luṭfī, Al-Ṭabāgh, **Lumaʿāt fī ʿUlūm al-Qurʾān wa Ittijāhāt al-Tafsīr** (Beirut: al-Maktabah al-Islāmiyyah), 193..

وقواعده بشكل يتناسب مع حقائق العلم مما يزيد وضوح معانى النص كما يكشف الصلة بين معانىٰ النصوص ومكتشفات العلوم التجربية من خلال ثبوت الشواهد الكونية الموكدة لصحة الوارد فى النص "[1]"شرعی منہج کے اصول وضوابط کے مطابق نصوص شرعیہ کی ایسی تاویل کرنا جو سائنسی حقائق سے میل کھاتی ہو، جس سے نصوص شرعیہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہو، ساتھ ہی نصوص کے مفہوم اور پریکٹیکل سائنس کے انکشافات کے مابین ربط ووضاحت کرنا، بایں طور پر کہ زمینی حقائق جو نصوص کی حقانیت پر دلالت کرتی ہوانہیں ثابت کرے"

4. جمال مصطفی النجار لکھتے ہیں:"بیان الایات القرآنیه الواردة فی شان الافاق والانفس وشرحها بمكتشفات العلم الحديث"[2]" قرآن کی وہ آیات جو انفس وافاق کے بارے میں وارد ہیں ان کا بیان اور جدید سائنسی ایجادات اور تحقیقات کے ذریعے ان کی توضیح کرنا ہے۔"

مذکورہ تعریفات میں جامع اور مانع تعریف عبدالحفیظ حداد کی ہے۔

سائنسی تفسیر کی اہمیت وافادیت

آج کل کی اس جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے انسان نے سمجھ بوجھ میں ہر مادہ کو متغیر کرنے میں، نئی سی نئی ایجادات میں، جغرافیہ میں، فنون میں، یہاں تک کہ علوم الہیہ میں بھی کافی ترقی کی ہے، ان سب اقدامات کا سبب اسی علم (سائنس) کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس علم سے دور ہیں وہ صرف ایک ہی دائرے میں گھومتے پھرتے ہیں حالانکہ قرآن نے بھی انسان کو کائنات کی تسخیر اور اپنی آیات کونیہ اور نفسانیہ کی طرف دعوت تدبر و تفکر دی ہے۔ فرمایا:﴿ وَفِي الأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ ﴾[3]"اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں"۔ اور دوسری

---

1 الاعجاز العلمی تاریخہ وضوابطہ، ص84۔

Al-Iʿjāz al-ʿIlmī: Tārīkhuhu wa Ḍhawābiṭuhu, P 84.

2 النجار، جمال مصطفیٰ، اصول الدخيل فى تفسير اى التنزيل، (دار الایمان لطبع والنشر والتروزیع، سن اشاعت 2006ء)، ص298۔

Al-Najjār, Jamāl Muṣṭafā, **Uṣūl al-Dakhīl fī Tafsīr Āyāt al-Tanzīl** (Cairo: Dār al-Īmān li al-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 2006 CE), 298.

3 الذاریات 20:51

جگہ فرمایا:﴿وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴾[1]"اور تمہاری جانوں میں بھی نشانیاں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو"۔ حالانکہ اس پر بس نہیں کیا بلکہ اس میں ترقی کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے۔﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴾[2]"عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق اور ان کی اپنی جانوں میں دیکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر قرآن کا حق ہونا ظاہر ہو جائے کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے"

یہاں پر "سین" سَنُرِيهِمْ میں مستقبل کے لئے آیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ وقت کے آنے کے ساتھ ساتھ ہم ان کو اپنی نشانیوں کی وضاحت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ عینی مشاہدہ کر کے اس قرآن کو حق تسلیم کرے اور یہ ایک یقینی بات ہے کہ جب تک انسان کا علم، مشاہدہ اور تجربہ بڑھتا چلا جائے گا، تو کائنات کے اندر ان کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں نظر آتی رہی گی۔ اس وجہ سے ماضی کے علماء جتنی وضاحتیں کر سکتے تھے اتنی کر دی اور باقی مجملات کو ویسے کے ویسے چھوڑ دیا، قرآن جو کہ ایک ہدایت اور اعجازی کتاب ہے اور ایسے اسلوب کے ساتھ متصف فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ ہر زمانہ کے لئے ہدایت اور معجزہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے جس طرح یہ حضور اکرم ﷺ کے دور میں ہدایت اور معجزہ کی کتاب تھی اب بھی وہی صفت کے ساتھ موجود ہے۔ اور جو وضاحت غیب میں تھی زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ وضاحتیں سامنے آتی گئی۔ قرآن جس طرح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مختلف چیلنجز کا توڑ کرتا تھا اب بھی حضور ﷺ کی امت اس کی اس طرز پر تشریح و توضیح کرے گی کہ اغیار کے چیلنجز کا توڑ ہو جائے گا۔

سائنسی تفسیر کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ آج کل کے سائنسی ایجادات اور قصص اتنے تواتر کے ساتھ بیان کئے جاتے ہیں کہ اس تواتر نے ہمارے ذہنوں میں ایک مغربی فکر ڈال دی ہے کیونکہ سائنس میں ترقی کا جب نام لیا جاتا ہے تو ہمارے خیالات مغرب کی طرف جاتے ہیں ہم اس خیال کو ضرور ذہن میں جگہ دیتے ہیں چاہے وہ قرآن و سنت کے خلاف بھی ہو، حالانکہ یہ معروف سائنس کوئی اچانک نہیں آئی اس سے پہلے منطق، فلسفہ جو آج کل ان کے لئے بنیاد

Al-Dhāriyāt 51: 20

1 الذاریات 21:51

Al-Dhāriyāt 51: 21

2 حم السجدہ 53:41

Ḥāmīm al-Sajdah, 41: 53

کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ علم موجود تھا، جس کی وجہ سے مغرب مناظرے کرتا تھا اور لوگوں کو اس فلسفی دلائل کی وجہ سے قائل کرتا تھا لیکن اب لوگوں کو قائل کرنے کے لئے دوسرا رخ سائنس اختیار کیا گیا ہے، حالانکہ قرآن نے اشیاء کے حقائق میں غور وفکر کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ غور وفکر ایک مستقل عمل ہے۔ یہ نہیں کہ اس کی کوئی حد ہے اور اس کو کسی نام سے موسوم کیا جائے تو ان معروف سائنس کی نحوست سے بچنے کے لئے ہمیں قرآنی تعلیمات اور قرآن کی سائنسی تفسیر کے ذریعے سائنسی میدان میں مقابلے کے لئے تیار رہنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ سائنسی تفسیر کے بغیر سائنسی نظریات کو تسلیم کرنے کو قرآن اس طرح ذکر کرتا ہے۔

﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ () الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ﴾ [1]

"ہلاک ہو گئے اٹکلیں دوڑانے والے، جو اپنی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں"

سائنسی تفسیر کے بدولت انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں فرمایا:﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لأُولِي الأَلْبَابِ ﴾[2] "یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور دن اور رات کے پھیرنے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں"

ان مظاہر طبعیہ میں عقل سلیم رکھنے والے غور وفکر کر کے ہر روز اس کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہ سارے وہ مشاہدات ہیں جو انسان کو ایمان کی طرف کھینچنے والے، مضبوط بنانے والے ہیں، یہ امر مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے مشترک ہے ۔ اور جو لوگ سائنسی حقائق پر یقین رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے سائنسی تفسیر ان کے ایمانیات کو اور مضبوط بنا دیتی ہے۔

سائنسی تفسیر کی وجہ سے ان مباحث کا آشکارہ کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کو کائنات کا متصادم مانتے ہیں یہ بات ان کو معلوم ہو جائے کہ قرآن میں اس کی حقیقت پہلے سے موجود ہے اور سائنس نے اب مشاہدہ کر کے صرف ان کو دیکھا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:﴿ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾[3]

1 الذاریات 10.11:51۔

Al-Dhāriyāt: 10.11.

2 ال عمرا190:03۔

Āl ʿImrān 03:190

3 یٰسین:38

"اور سورج اپنے مدار میں چلتاہے یہ اندازہ مقرر کیااس نے جو بہت غالب اور بہت علم والا ہے"

پہلے سائنس یہ کہتی تھی کہ سورج اپنی جگہ پر قائم ہے لیکن اب سورج کے ٹھہراو کے قائل نہیں حالانکہ حقیقت یہی پہلے سے قرآن میں موجود تھی۔

سائنسی تفسیر کی اہمیت کا اندازہ ان فوائد سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

- سائنسی تفسیر کی وجہ سے اسلام کی دعوت میں مدد ملتی ہے۔
- اس اعتقاد میں مضبوطی آجاتی ہے کہ قرآن علوم کا منبع ہے۔
- سائنسی تفسیر کی وجہ سے سائنس کو آخری تحقیق و علم سمجھ لینے والوں کے ذہنی خلجان کو دور کیا جاتا ہے کہ سائنس میں تبدیلی واقعی ہو سکتی ہے۔ قرآن میں تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی تاکہ قطعی نظریات سامنے آجائیں، سائنسی تفسیر کیوجہ سے جو نظریات قرآن کے خلاف ہیں ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے یہ بات سامنے آجائے یہ نہیں کہ اسلام اور قرآن میں شکوک وشبہات ڈال دیئے جائیں۔
- مسلمانوں کا سائنسی ایجادات کی وجہ سے اسلام کے بارے میں احساس کمتری کو دور کیا جاتا ہے۔
- یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ سائنسی تفسیر صفات الٰہیہ اور مغیبات میں نہیں ہو سکتی۔
- سائنسی تفسیر وہاں ہوگی جہاں نص ظاہر ہو گی۔
- سائنسی تفسیر وہاں ہو سکتی ہے جہاں اس سے متعلقہ موضوع کے بارے میں ساری آیات کے مطابق ہوں متعارض کوئی نہ ہو۔
- سائنسی تفسیر کرتے رہیں وقت مکمل حقیقت قرآن کے مطابق لائی جائے ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مفروضہ یا نظریہ قرآن کے مطابق ہو۔
- سائنسی تفسیر میں اس لفظ کا معنٰی نزول قرآن کے وقت اہل عرب وہی معنٰی کرتے ہوں نہ یہ کہ اب جدید عربی میں اس کا معنٰی وہی ہو اور اس کی سائنسی تفسیر کرے۔
- سائنسی تفسیر میں بلاغت، صرفی ونحوی قواعد کو ضرور دیکھا جائے۔

Yā-Sīn 36:38

قرآنی آیات اور سائنسی نظریات

قرآنی آیات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ماننے اور عمل کا حکم دیا ہے اور بندہ کے لئے بھی یہی مناسب ہے کہ اس کو اپنی عقل کے ترازو پر نہ تولیں بلکہ بغیر چون و چرا ان کو مان کر عمل کرنا شروع کر دیں دوسری طرف سائنس کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے کہ جس کو مشاہدات اور تجربات کے طریقہ سے نہ دیکھا جائے اس وقت تک اس کو حقیقت ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور قرآن قیامت تک ہر نظریات کے توڑ کے لئے نازل ہوا ہے، مطلب ہوا کہ اگر سائنسی نظریات جو ایک مفروضہ کی بنیاد پر عمارت کھڑی کرتا ہے وہ قرآن کے خلاف ہو تو یہی کہا جائے گا کہ اپنے مشاہدات اور تجربات یا اپنے صغریٰ اور کبریٰ پر نظر ثانی کریں کیونکہ قرآن کا ہر پہلو اٹل ہے۔

درج ذیل میں قرآنی آیات اور اہم سائنسی نظریات پیش کئے جاتے ہیں۔

1. علم الفلکیات (ASTRONOMY)

یعنی ستاروں کا قانون۔ اس علم کا تعلق قدرت کے ان علوم سے ہوتا ہے جو کہ اجرام فلکی یعنی چاند، سیارے، سورج، زمین کرہ ہوا کے باہر رونما ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اسی آسمان پر جو چیز بھی نظر آتی ہے اس کی ابتداء تدریجی عمل اور طبعی اور کمیائی عمل کا مطالعہ شامل ہے۔

1. پہلا نظریہ

تخلیق کائنات کے بارے میں دو نظریے پائے جاتے ہیں۔ ایک نظریہ جس کو **"دی بگ بینگ تھیوری"** کہا جاتا ہے اس میں وہ تجرباتی اور مشاہداتی مواد تائید کرتی ہے جو کہ ماہرین فلکیات نے جمع کئے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق دنیا میں سیارے ایک گول دائرے میں جمع ہوئے تھے جو کہ بعد میں اچانک الگ ہو کر کہکشاں اور بعد میں سیاروں، ستاروں، چاند، سورج وغیرہ کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔

دوسرا نظریہ قرآن کا ہے جو یہ ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنْ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلا يُؤْمِنُونَ ()وَجَعَلْنَا فِي الأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا

فِجَاجاً سُبُلاً لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ﴾ [1]

"کیا نہیں دیکھا ان کافروں نے کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا، ہم نے پانی سے ہر جاندار شئ کو بنایا کیا یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے؟۔ اور ہم نے زمین پر مضبوط پہاڑ جما دیے تا کہ وہ ناہیں لیکر نہ جھک جائے اور ہم نے اس کے اندر گشادہ راستے بنائے تا کہ یہ لوگ کامیاب ہو۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا لیکن یہ لوگ اس نشانیوں میں دھیان نہیں دیتے" اور اللہ تعالیٰ کی وہ زات ہے جس نے رات، دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا اور سب اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں"

2. دوسرا نظریہ

اسی طرح سائنس دان کہکشاؤں سے پہلے کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ پہلے گیسوں کا دھواں تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی سورۃ حم السجدۃ میں فرمایا: ﴿ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلأَرْضِ اِئْتِيَا طَوْعاً فَقَالَ لَهَا وَلِلأَرْضِ اِئْتِيَا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾[2] "پھر اللہ تعالیٰ اسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت دھواں سا تھا، پھر آسمان اور زمین کو کہا کہ میرے پاس آو خوشی کے ساتھ یا جبراً، ان دونوں نے کہا ہم اطاعت کی حالت میں آتے ہیں"

3. تیسرا نظریہ

زمین کے گول ہونے میں کافی اختلاف چلا تھا ہر ایک نے الگ الگ اندازہ لگا کر ایک رائے قائم کی تھی لیکن اب مشہور اور راجح قول یہی ہے کہ زمین گول ہے حالانکہ قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لأَجَلٍ مُسَمًّى أَلا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ﴾[3] "اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو حق کے

---

1 الانبیاء 21:30، 31۔

Al-Anbiyā’ 21:30, 31

2 حم السجدہ 41:11

Ḥāmīm al-Sajdah 41:11

3 الزمر 39:5

Al-Zumar39: 5

ساتھ، وہ راتوں کو لپیٹتا ہے دن پر، اور دن کو لپیٹ دیتا ہے رات پر، اور مسخر کیا سورج کو چاند پر، یہ سب کے سب چل رہے ہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے، آگاہ رہو وہ زبر دست ہے، بہت بخشنے والا ہے۔"

اور قرآن میں ہے کہ زمین پھیلائی انڈے کی شکل:﴿و الارض بعد ذلک دحھا﴾[1]"اور اس کے بعد زمین کو بچھایا"

4. چوتھا نظریہ

چاند کی روشنی کے بارے میں بہت سی قیاس آرائیاں لگائی گئیں تھی کہ ان کی اپنی کوئی روشنی ہے یا کہ ان کی روشنی منعکس ہے۔ اب تحقیق یہی ہے کہ اس کی روشنی منعکس ہے۔ حالانکہ قرآن نے پہلے بتادیا تھا کہ:﴿ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُوراً وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجاً ﴾[2]"اور آسمان کے اندر چاند کی روشنی اور سورج کو چراغ بنایا۔""اور یہاں پر بتایا کہ دونوں کی روشنی میں فرق ہے۔ کیونکہ ایک کے لئے نور دوسرے کے لئے سراج کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

5. پانچواں نظریہ

سورج کی گردش کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ مختلف قسم کی تحقیقات سامنے آتی رہیں۔ حالانکہ قرآن نے اس نظریہ کو پہلے ثابت کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾[3]"یہ سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں"۔ اور ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾[4]"اور سورج اپنے مقررہ راستے پر

---

1 النازعات30:79

Al-Nāziʿāt 79: 30

2 نوح71 :16

Nūḥ 71: 16

3 الانبیاء33:21

Al-Anbiyā’ 21: 33

4 یٰسین38:36

Yā-Sīn 36: 38

چلتا رہتا ہے یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس ذات نے جو زبردست اور بہت علم والا ہے"

2. فزکس(Physics)

جس کو طبعیات بھی کہا جاتا ہے۔ جس کے معنٰی طبعیت یا فطرت کے ہوتے ہیں، اس علم میں مادے اور توانائی کے علم اور ان کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے اس میں بحث کی جاتی ہے۔ قدیم یونان میں اس بات کا تصور تھا کہ مادہ میں سب سے چھوٹا اکائی ایٹم ہے یہ تقسیم نہیں ہوتا اور اس کے لئے ذرہ کا لفظ بولا جاتا تھا لیکن آج کل یہ دریافت ہوا ہے کہ اس ایٹم سے بھی کوئی چھوٹی چیز موجود ہے اور قرآن کریم نے اس کا ذکر بہت پہلے کیا ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلا فِي الأَرْضِ وَلا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلا أَكْبَرُ إِلاَّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾[1] "اور کہتے تھے کافر ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرمادیجئے! کہ کیوں نہیں میرے رب کی قسم! جو تمام چیزوں کا جاننے والا ہے ضرور آئے گی، اس سے آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ برابر کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی اور نہ اس سے کوئی چھوٹی اور نہ بڑی مگر یہ ایک روشن کتاب میں درج ہے"

3. ہائیڈرالوجی(Hydrology)

یہ علم پانی کے بارے میں ہے اور قدیم زمانے میں لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ پانی کا بہت سا ذخیرہ زیر زمین موجود ہوتا ہے لیکن اب اس کی تحقیق ہوئی کہ زمین کے اندر موجود رہتا ہے۔ اس وجہ سے تو یہ پودے وغیرہ اگتے ہیں۔ اور 1580ء میں برنارڈ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ سمندروں کا پانی بخارات بن کر کیسے ٹھنڈا ہوتا ہے اور پھر بادلوں کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ بادل اندر حرکت کرتے رہتے ہیں اور پانی سے اوپر کی طرف اٹھتے ہیں۔ اور پانی بارش کی صورت میں نیچے گرتا ہے۔ اور دوبارہ سمندروں میں جا گرتا ہے۔ اسی طرح یہ چکر لگاتار رہتا ہے۔[2]

---

1 سبا 34: 3

Saba᾽ 34: 3

2 عبدالکریم ذاکر نائیک، ڈاکٹر، **قرآن پاک اور جدید سائنس**، مترجم: زاہد ملک، (لاہور: زبیر پبلیشرز)، ص 23۔

ʿAbd al-Karīm Zākir Nāik, Dr., **Qur᾽ān Pāk aur Jadīd Science**, Translator: Zāhid Mālik (Lahore: Zubair Publishers), 23.

اس تصور کو قرآن نے بہت پہلے بیان کیا ہے۔
﴿وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفاً وَطَمَعاً وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾[1] "اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں یہ ہے کہ وہ تمہیں خوف اور امید کیساتھ بجلی کی چمک دیکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے۔ بے شک جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اس میں نشانیاں موجود ہیں۔"
اس طرح ہواؤں کا نظام کہ یہ ہوائیں بادل کو دھکیل کر ایک جگہ جمع کر دیتی ہیں۔ پھر بارش کا سبب بنتی ہیں۔ اس نظام کو سائنس نے واٹر سائیکل کا نام دیا ہے۔ قرآن میں ہے۔:
﴿وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ﴾[2]
لواقع کا ترجمہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور بارش ہوتی ہے۔ اب سائنسی تحقیق بتاتی ہے۔ کہ "polen grains" بھی ہواؤں کے ذریعے منتقل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے پھولوں کی فرٹیلائزیشن ہوتی ہے جس کی وجہ سے فصلیں وغیرہ تیار ہوتی ہیں۔ اور یہ سارا نباتاتی نظام ہواؤں کے ذریعے چل رہا ہے۔[3]

4. علم ارضیات (Geology)

اس علم میں زمین، چٹان جن سے بنی ہے اور جس میں تبدیل ہوتے ہیں ان کی بحث ہوتی ہے۔ زمین کی ظاہری تہہ کے بارے میں سائنسی نظریہ یہ ہے کہ چونکہ زمین کی ظاہری تہہ کمزور ہے اور اس کے نیچے تہہ گرم اور سیال ہے۔ اور اس میں لرزے کے مواقع زیادہ ہیں تو اس پر زندگی گزارنے کیلئے پہاڑوں کا سلسلہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ زمین پر میخیں ٹھونس دی ہوں۔ اس نظریہ کو قرآن نے پہلے سے ثابت کیا ہے۔

---

1 الروم30: 24
Al-Rūm30: 24

2 الحجر15:22
Al-Hijr 15: 22

3 اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، (لاہور: انجمن خدام القرآن)، ج3، ص107
Isrār Aḥmad, Dr., **Bayān al-Qurʾān** (Lahore: Anjuman Khuddām al-Qurʾān), 3:10.

﴿أَلَمْ نَجْعَلْ الأَرْضَ مِهَاداً () وَالْجِبَالَ أَوْتَاداً﴾[1] "کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا"

5. علم نباتات (Botany)

پودوں یعنی نباتات کے بارے میں سائنس اپنا نظریہ پیش کیا ہے کہ ان میں نر اور مادے کا تصور موجود ہے نر اور مادہ کے عناصر اس میں بھی پائے جاتے ہیں جو ایک ہی جنس کے حامل ہوتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہے:﴿أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴾[2] "کیا انہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنے ہر قسم کے عمدہ جوڑے پیدا کئے ہیں،"

تفسیر تبیان القرآن میں ہے کہ زوج سے مراد زمین کی پیداوار کے جوڑے ہیں۔[3]

6. علم الحیوانات (Zoology)

چونٹیوں کی زندگی اور آپس میں بات چیت کے متعلق جدید تحقیقات ہوئی ہیں اور ان کی زندگی کے ہر پہلو کو جانچا گیا ہے، ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنی کتاب "قرآن پاک اور جدید سائنس" میں مختلف تحقیقات ذکر کئے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چونٹیوں کی طرز زندگی انسان کی طرز زندگی کے قریب تر ہے اس میں مندرجہ ذیل اشتراکیت پائی جاتی ہے۔

- انسان جس طرح اپنی مردہ انسانی لاش کو لیکر دفناتے ہیں اس طرح چیونٹیاں بھی دفناتی ہیں۔
- کارکنوں کا نظام اور نگرانی کا نظام جس طرح عہدے کا نظام، انسان میں ہوتا ہے چیونٹیوں میں بھی ہوتا ہے
- آپس میں پیغام رسانی کا نظام جس طرح انسانوں میں ہیں چیونٹوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

---

1 النباء 78: 6،7۔

Al-Nabaʾ 78: 6, 7

2 الشعراء 26: 7

Al-Shuʿarāʾ 26: 7

3 سعیدی، غلام رسول، علامہ، **تبیان القرآن**، (لاہور: فرید بک سٹال، اردو بازار)، ج8، ص290۔

Saʿīdī, Ghulām Rasūl, ʿAllāmah, **Tafsīr Tabyān al-Qurʾān** (Lahore: Farīd Book Stall, Urdu Bazaar), 8:290.

- جس طرح انسان مل بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں چیونٹیاں بھی باتیں کرتی ہیں
- جس طرح انسانوں میں مارکیٹنگ کا نظام موجود ہے اور سامان پر تبادلہ خیال کرتے ہیں یہی معاملہ چیونٹیاں بھی کرتی ہیں۔
- جس طرح انسان چیزوں کو ذخیرہ کرتا ہے یہ بھی کرتی ہیں۔[1]

اور قرآن پاک نے اس نظریہ کے ثبوت کی طرف پہلے اشارہ کیا ہے۔

انسان کے تخلیق کے مراحل کے بارے میں سائنس نے مختلف انداز میں اپنی سائنسی تحقیقات کی بناء پر کوشش کی لیکن آخرکار قرآنی تعلیمات کے سامنے جھک گیا۔

قرآن میں ہے:﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴾[2]"اور تحقیق ہم نے انسان کو سنے ہوئے گارے کھنکھنائی سے پیدا کیا"

سائنسی تفسیر کے بارے محققین کی آراء

سائنسی تفسیر کے بارے میں محققین کا تعلق متاخرین سے ہو گا کیونکہ یہ ایک نئی اصطلاح قائم ہوئی ہے جبکہ متقدمین محققین میں امام غزالی اور امافخر الدین الرازیؒ شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان کی تفاسیر میں اس طرح کے اقوال پائے جاتے ہیں لیکن سائنسی تفسیر کے لئے اصول وضوابط اور ان کا صحیح مفہوم اور دیگر تفاسیر سے امتیازی درجہ دینے کا کام عصر حاضر کے محققین نے کیا ہے جس طرح سائنسی تفسیر کی تعریف اور مفہوم میں محققین کے اقوال مختلف ہیں۔ اسی طرح اس کے حکم میں بھی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔

معارض فریق

اس فریق کے سر فہرست امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبیؒ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "الموافقات" میں اس کی واضح تصریح کی ہے۔

---

1 عبد الکریم ذاکر نائیک، ڈاکٹر، **قرآن پاک اور جدید سائنس**، ص39
'Abd al-Karīm Zākir Nāik, Dr.,**Qur'ān Pāk aur Jadīd Science**, p. 39

2 الحجر15: 26
Al-Hijr 15: 26

"تفسیر کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں مخاطب کو مرادی معنیٰ سمجھنے میں توقف ہو اب اگر وہ مرادی معنیٰ معلوم ہو تو پھر اس کے آگے تفسیر کرنا یہ ایک محض تکلف ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ قرآن کی طرف رطب و یابس کی نسبت کرتے ہیں اور قرآن کی آیات سے علوم جدیدہ جیسے علم الطبعیات، علم المنطق، علم الحروف وغیرہ استنباط کرتے ہیں۔ تامل اس بات میں ہے کہ پہلے لوگوں کو جن کے لئے اور جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا ان کو معلوم نہ ہوا، حالانکہ وہ قرآن اور علوم قرآنیہ کے معارف حاصل کئے ہوئے تھے اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے جس طرح اس کی حقیقت کو جان لیا تو ان پر عمل پیرا بھی ہو گئے حالانکہ وہ غلطی پر تھے۔"[1]

معارض فریق میں آمین الخولی ہے جنہوں نے امام شاطبیؒ کے دلائل کی تصدیق کی اور ان کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے سائنسی تفسیر کی تین نقصانات کی نشاندہی کی ہے۔

- لغوی

قرآن کی سائنسی تفسیر وہ الفاظ قرآنیہ کی ہوتی ہے اور اس کے بعد مطلق، مقید اور معانی کی تکمیل ہوتی ہے حالانکہ اس قسم کی تفسیر نزول قرآن کے وقت نہیں کی گئی تھی جو کہ آج کل سائنس کو دیکھ کر کی جاتی ہے۔

- ادبی بلاغت

مخاطب کو اپنے محاورات کے ذریعے سے سمجھایا جاسکتا ہے جب قرآن کے نزول کے وقت اس قسم کے محاورات اور اصول و قواعد نہیں تھے جو آج کل کے سائنسی تفسیر میں موجود ہیں۔ تو ان لوگوں کو کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے۔

- دیگر علوم

قرآن سے طبی اور فلکیاتی علوم کی حالت معلوم کرنا اس کی کوئی تحدید نہیں بلکہ یہ تو غور و فکر و مشاہدات کے تسلسل کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور قرآن کا ہر حکم اٹل ہوتا ہے۔[2]

---

1 الشاطبی، ابو اسحاق ابراھیم بن موسیٰ، الموافقات، (ناشر: دار ابن عفان)، ج 5، ص 95۔

Al-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm bin Mūsā, **Al-Muwāfaqāt** (Publisher: Dār Ibn ʿAffān), 5:95.

2 التفسیر العلمی، ص 42۔

Al-Tafsīr al-ʿIlmī, 42.

علامہ زرقانیؒ نے اپنی معرکتہ الاراء کتاب مناہل العرفان فی علوم القرآن میں اس مسئلہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کے ناجائز ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔ اور قرآن کے ہدایت ہونے پر زور دیا ہے۔ کہ یہ ایک کتاب ہدایت ہے اس کو اسی پر رہنے دیا جائے اس کو فلکیات اور طب کی کتاب بنانے سے گریز کیا جائے۔[(1)]

معارض فریق کے مجموعی دلائل

معارض فریق کے دلائل عقلی حسب ذیل ہیں ملاحظہ کیجئے۔

- قرآن پاک کتاب ہدایت ہے یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے پیچیدہ مسائل کا تذکرہ کرنے کے لئے نازل نہیں ہوا جیسا کہ سائنسی تفسیر والے ہر بات کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- اگر پہلی ایسی تفسیر کا وجود ہو تو یہ اب دوبارہ تفسیر کرنا تکلف محض ہے اور اگر تفسیر نہیں تو سلف کے علوم قرآنیہ پر اعتماد کرنے میں کمزوری کا اعتقاد آتا ہے۔
- اس وقت اہل عرب میں یہ اصطلاحات نہیں تھے حالانکہ قرآن ان کے لئے نازل ہوا تھا۔ اب تفسیر کرنے کے بعد الفاظ قرآنیہ کے استعمال کرنے میں تجاوز لازم آئے گا۔
- سائنسی تفسیر کو قرآن کے ساتھ ربط دینے میں مبالغہ آرائی اور غیر یقینی نظریات کو قرآنی نظریات کا تصور دیا جاتا ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ غیر یقینی نظریات ٹوٹ کر قرآنی نظریات میں شبہات پیدا کر سکے۔
- سائنس کی وجہ قرآن کی سائنسی تفسیر سائنس کے ماتحت بنانے کا خدشہ ہے اور سائنس کی نئی ایجادات کی وجہ سے اور نئے مشاہدات کی وجہ سے نظریات میں تبدیلی واقع ہونے کا امکان موجود ہے۔

سائنسی تفسیر کے مؤیدین کے دلائل

سائنس کی تفسیر کے تائید کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے ان میں سر فہرست ابو حامد الغزالی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اس قسم کی تفسیر کا رجحان دیا اور اس کی تائید میں اپنی کتاب احیاء علوم الدین، اور جواہر القرآن میں کافی تشریح کی ہے۔ کیونکہ ان کی تفسیر مفاتیح الغیب ایسی تطبیقات سے بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ اپنی تفسیر کبیر میں سورۃ الاعراف کی

---

1 زرکشی، محمد بن عبد اللہ بن بہادر، بدر الدین، مناہل العرفان فی علوم القرآن، ص52
Zarkashī, Muḥammad bin ʿAbdullāh bin Bahādur, Badr al-Dīn, **Manāhil al-ʿIrfān fī ʿUlūm al-Qurʾān,** 52.

ایک آیت نمبر ۵۴ میں جن علوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ان ساروں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب بھی کوئی جاہل اور احمق آجائے اور وہ یہ کہے کہ آپ نے علم الھیئت اور علم النجوم کو اپنی تفسیر میں زیادہ ذکر کیا ہے یہ تو ما قبل مفسرین کے خلاف ہے تو کہا جائے گا کہ اگر آپ قرآن کے اندر غور کرتے تو جو میں نے ذکر کیا ہے اس کو تو پہچان لیتا۔[1]

امام سیوطیؒ نے وہی امام غزالیؒ کی رائے اور دلائل کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے آگے فرماتے ہیں کہ جس طرح علم القرأت، علم الفرائض، علم التفسیر وغیرہ قرآن سے مستنبط ہیں اسی طرح اور علوم کے مستنبط ہونے کی گنجائش موجود ہے۔[2] اس کے علاوہ شیخ طنطاویؒ بھی ہیں پس انہوں نے کھلے دل سے تقریباً ہر آیت کو سائنسی روسے تفسیر کرنے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے بہت سے تسامح بھی پائے جاتے ہیں۔

مؤیدین کے مجموعی دلائل

قرآن کے عمومی آیات سے استدلال کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۳۸، اور سورۃ النحل کی آیت نمبر ۸۹ اور ہر وہ آیات جن میں کائنات اور مخلوقات کے اندر غور وفکر کی ترغیب دی گئی ہے ان آیات کو دلیل بناتے ہیں۔

بعض ظاہری احادیث اور ظاہری آثار جو دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کریم تمام علوم کو شامل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: " **عن علی بن ابی طالب ان النبی ﷺ قال ستکون فتن قیل و ماالمخرج منها قال كتاب الله فيه نبأ ما قبلكم و خبر مابعد كم** "[3] حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب فتنے آئیں گے تو پوچھا گیا کہ اس فتنوں سے نکلنے کا راستہ کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ

1 الرازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، سورۃ الاعراف، (قاہرہ: مطبعۃ البھیۃ المصریۃ، 1983ء)، ج14، ص121۔
Al- Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, **Mafātīḥ al-Ghayb**, Sūrah Al-Aʿrāf (Cairo: Maṭbaʿat al-Bahiyyah al-Miṣriyyah, 1983 CE), 14:121.

2 السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، (دار المصر للطباعۃ القاہرہ) ص476۔
Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn, **Al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān** (Cairo: Dār al-Maʿārif), 476.

3 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی (دار الفکر، بیروت، 2001ء)، رقم الحدیث، 2908۔
Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Beirut: Dār al-Fikr, 2001 CE), Ḥadīth number 2908.

تعالیٰ کی یہ کتاب اس میں پچھلے والوں کی خبر اور آئندہ آنے والوں کی پیشن گوئیاں موجود ہیں۔

کثرت آیات استدلال جو کہ اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت اور قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ آسمان وزمین کے احوال، سورج، چاند اور دن ورات کے احوال کا تذکرہ جس میں ہو جیسا کہ سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۴۱:﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ أَنْ تَزُولا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيماً غَفُوراً﴾[1] "بے شک اللہ تعالیٰ تھامے ہوئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کو اور وہ اپنے مدار سے ادھر ادھر نہیں جاسکتے اگر ادھر ادھر جائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس کو تھامنے والا نہیں، بے شک وہ بردبار بہت بخشنے والا ہے۔

سائنسی تفسیر یہ بھی تفسیر بالرائے کی ایک قسم ہے جس طرح وہ شروط وضوابط کے لحاظ کے ساتھ جائز ہے یہ بھی وہی جواز کا درجہ رکھتی ہے۔ جواز کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کے بہت سے فوائد ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- نئی ایجادات کی وجہ سے قرآن پاک کو معجزہ ثابت ہونے کے لئے تائید کا حاصل ہونا
- غیر مسلموں کو سائنسی تفسیر کی وجہ سے قرآن کی طرف دعوت کا پیغام دینا۔
- کائنات کے علم کو قرآن کے ساتھ موافقت کی راہ اختیار کرنا
- اللہ تعالیٰ کے عجیب وغریب قدرت وخلقت کو معلوم کرکے مسلمان کا یقین اور ایمان میں پختگی لانا، وغیرہ۔

تطبیق آراء

اگر بظاہر دیکھا جائے تو ان دونوں فریقوں کی آراء اور دلائل دو مختلف زاویوں پر چلنے کے مترادف ہیں، لیکن چند امور میں یہ دونوں متفق بھی ہیں جیسا کہ قرآن پاک کو معجزہ ثابت کرنے کے لئے اکثر توجیہات میں معارضین بھی مؤیدین کیساتھ یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآن میں آیات کونیہ تدبر اور تفکر کی ترغیب دیتی ہیں اور جو مؤیدین تکلف اور مبالغہ سے کام لیتے ہیں اس خرابی کو دور کرنے کے لئے مؤیدین بھی چند شروط اور ضوابط کو تسلیم کرتے ہیں۔

سائنسی تفسیر کرنے والے کو اصول تفسیر کا علم ہو جیسا کہ ناسخ ومنسوخ، مطلق ومقید، عام وخاص، وغیرہ تاکہ تفسیر کسی فن کے اصول کی مخالفت نہ کرے اسی طرح اس کو تجرباتی اور مشاہداتی علم پر بھی کافی حد تک قدرت ہو تاکہ اس

---

1 فاطر 41:35

Fāṭir 35: 41

میدان میں معتمد اقوال کو سامنے رکھے۔

- اس میں یہ بھی شرط ہے کہ تفسیر کرنے والے کو قرآنی لغت پر پورا عبور حاصل ہو ورنہ خطاء کر جائے گا اور ایسی تفسیر کرے گا جو کسی کے ہاں بھی قابل قبول نہ ہوگی۔
- سیاق وسباق کی وجہ سے وہ آیت اس تفسیر کا احتمال رکھتی ہو۔
- اگر اس تفسیر کو یقینی اور حتمی نہ بنایا جائے کہ یہ نص اس تفسیر کے علاوہ اور کوئی احتمال نہیں رکھتی ورنہ سلف کی ساری تفسیروں پر پانی پھیر جائے گا۔
- مغیبات میں سائنسی تفسیر نہ کی جائے۔
- سائنسی تفسیر میں نظریات اور مفروضات کو قرآن سے نہ پرکھا جائے۔

سائنسی تفسیر میں اعتدال سے کام لینا چاہیے یہ نہ ہو کہ سائنسی علوم کی ہر اصل و شرط اور ضابطہ کو قرآن سے نکالنا شروع کیا جائے اور قرآن کی جو ہدایت کی نسبت ہے، وہ بھول جائے اور سائنس کی کتاب بن جائے۔ اسی وجہ سے محمد رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار کی پہلی جلد صفحہ ۷ میں امام رازی کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے بعض جگہ سائنس کے علوم اور فلکیات کو اتنی وسعت اور گہرائی کے ساتھ تشریح کی ہے کہ بندہ سے قرآن مجید کی ہدایت والی نسبت بھول جاتی ہے اس طرح شیخ طنطاوی نے اپنی "**تفسير الجواهر في تفسير القرآن**" میں سائنسی تفسیر کو اتنا اجاگر کیا ہے کہ سائنس کی کتاب محسوس ہوتی ہے۔

خلاصہ بحث و نتائج

قرآن کریم کی متعدد آیات میں تعقل، تدبر، اور غور وفکر کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ اسی بنیاد پر مفسرین کرام نے ان آیات بینات کی سائنسی انداز میں تفسیر کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ قرآن سائنس کی کتاب نہیں ہے، مگر تکوینی اور سائنسی علوم کا مرجع ہے۔ جو بھی نئی دریافتیں اور ایجادات عصر حاضر میں وجود میں آئیں یا آنے والے وقتوں میں آئیں گی، ان سبھی کا ذکر قرآن میں صراحۃً یا اشارۃً موجود ہے۔

قرآن کریم کی سائنسی تفسیر کے حوالے سے متعدد آراء ہیں۔ بعض قرآن کریم کی سائنسی تفسیر کے قائل نہیں ہیں۔ اور بعض علمائے کرام قرآن کریم کی سائنسی تفسیر کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن کی سائنسی تفسیر کرنے کے کچھ قواعد وضوابط ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

- وہ تفسیر صحابہ و تابعین سے منقول تفسیر کے مخالف نہ ہو۔
- کسی لفظ یا آیت کی سائنسی تفسیر کر کے صحابہ و تابعین سے منقول تفسیر کو باطل نہ کہا جائے۔
- لغت عرب بھی اس معنی کی محتمل ہو جو سائنسی تفسیر کر کے بیان کیا گیا ہے۔
- آیت کا سیاق وسباق بھی اس سائنسی تفسیر کا محتمل ہو۔
- اس سائنسی تفسیر سے اہل باطل کے موقف کو تائید نہ ملتی ہو۔
- سائنسی مفروضے سے قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر نہیں کی جائے گی لیکن اگر وہ چیز سائنٹفکلی طور پر حقیقت بن چکی ہے تو پھر تفسیر کی جاسکتی ہے کیونکہ سائنس میں اکثر مفروضے ہیں جو کہ ایک عرصہ بعد غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔ اگر مفروضے سے قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر کر دی جائے اور مستقبل میں وہ مفروضہ غلط ثابت ہو جائے تو قرآن مجید کی تکذیب لازم آئے گی۔

ان مذکورہ بالا قواعد کی روشنی میں قرآن کی سائنسی تفسیر کی جاسکتی ہے۔